حلال و حرام

حصہ اول، حصہ دوئم

تحریر:

محمد حنیف
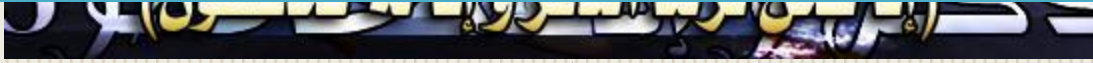
حرام و حلال

حصہ اول

November 14, 2012

محمد حنیف

مسلم ممالک میں عموماً اور غیر مسلم ممالک میں رہائش پذیر مسلمانوں میں خصوصاً یہ سوال نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ اللہ تعالٰی نے جان دار مخلوق میں ہمارے لیے کسے حلال اور کسے حرام قرار دیا ہے۔۔ اگر اس سوال کا جواب دورِ حاظر کے علماء سے حاصل کیا جائے تو وہ روایات اور تفاسیر کی بنیاد پر ایک قلیل تعداد میں ان جانداروں کی حلت اور حرمت سے آگاہ کر پاتے ہیں کہ جو عمومی طور پر ہمارے اسلامی ممالک میں پائے جاتے ہیں۔۔ جب ان سے یہ استفسار کیا جاتا ہے کہ اللہ کا دین اسلام قیامت تک کے آخری انسان اور دنیا میں موجود تمام انسانوں کی راہنمائی کا دعوے دار ہے تو کچھ جاندار، مثلاً آسٹریلیا کا کنگرو، سائبیریا کا کارینڈیز، جنوبی امریکہ کا جاگور، الاما، وغیرہ کے متعلق روایات یا تفاسیر میں کیا احکامات ہیں تو کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملتا۔۔ دوسری طرف ایسے احباب بھی ہیں کہ جن کے نکتہ نظر کے مطابق سوائے چار اشیاء کے سب جاندار حلال ہیں۔۔ میری ناقص رائے میں یہ تصور درست نہیں۔۔

آیئے قرآن کریم سے اس حوالے سے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔۔

ہمارا مشاہدہ ہے، کہ اس کائنات میں دو طرح کے جاندار بستے ہیں۔۔

1 - بری جاندار

ان میں چار طرح کے جاندار پائے جاتے ہیں۔۔

ا۔۔ درندے، ۲۔۔۔ چرندے، ۳۔۔ پرندے۔۔، ۴۔۔۔ زیر زمین بسنے والے کیڑے مکوڑے

2 - آبی جاندار

ان میں تمام سمندری اور دریائی مخلوق شامل ہے

اب دیکھیں کہ ان بری جانداروں کے حوالے سے اللہ کریم کا فرمان کیا ہے۔۔۔ فرمایا۔۔

وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ ۖ فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ [٢٤:٤٥]

اور اللہ نے ہر چلنے پھرنے والے (جاندار) کی پیدائش (کی کیمیائی ابتداء) پانی سے فرمائی، پھر ان میں سے بعض وہ ہوئے جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور ان میں سے بعض وہ ہوئے جو دو پاؤں پر چلتے ہیں، اور ان میں سے بعض وہ ہوئے جو چار (پیروں) پر چلتے ہیں، اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا رہتا ہے، بیشک اللہ ہر چیز پر بڑا قادر ہے، [طاہر القادری]

آیت مذکورہ میں تین اقسام کے جانداروں کے متعلق بیان فرمایا۔۔

1 - وہ جو پیٹ کے بل چلتے ہیں۔۔ مثلاً سانپ، کینچوا، اور اس نوع کے جاندار

2 - وہ جو دو پاؤں پر چلتے ہیں۔۔ مثلاً انسان اور پرندے

3 - وہ جو چار پاؤں پر چلتے ہیں۔۔۔ مثلاً گائے، اونٹ، کتا، بلی، گدھا، گھوڑا وغیرہ۔۔

پہلے ہم ان چار پاؤں پر چلنے والے جانداروں کے حوالے سے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ چوپائے مزید دو واضح اقسام میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے۔۔

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ ۖ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ [٥:٤]

پیغمبر یہ تم سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے تو کہہ دیجئے کہ تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزیں حلال ہیں اور جو کچھ

تم نے شکاری کتوں کو سکھار کھاہے اور خدائی تعلیم میں سے کچھ ان کے حوالہ کر دیا ہے تو جو کچھ وہ پکڑ کے لائیں اسے کھالو اور اس پر نام خدا ضرور لو اور اللہ سے ڈرو کہ وہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے [سید ذیشان حیدر جوادی]

آیت مذکورہ میں ان چوپایوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔۔

۱ - شکاری

انھیں قرآن ایک مخصوص نام سے پکارتا ہے۔۔**"الجوارح"**

ان کتوں کو جو ہم نے اس مقصد کے لیے سدہائے ہوئے ہوتے ہیں، قرآن "الجوارح" کہتا ہے۔۔اور اس شکار کو حلال قرار دیتا ہے جو یہ کر کے لائیں۔۔البتہ اس شرط کے ساتھ کہ ان جانداروں پر اللہ کا نام لے لیا جائے۔۔

ان چوپایوں کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ صرف گوشت کھاتے ہیں۔۔اور یہ بھوک سے مر جائیں گے مگر کسی بھی حالت میں نباتات کو منہ نہیں لگائیں گے۔

۲ - شکار

انھیں قرآن ایک مخصوص نام سے پکارتا ہے۔۔ **"الانعام"**

یہ وہ چوپائے ہیں کہ جو صرف اور صرف نباتات کھاتے ہیں۔۔یہ بھوک سے مر جائیں گے مگر کبھی بھی گوشت کی طرف نگاہ اُٹھاکر بھی نہیں دیکھیں گے۔۔چنانچہ ارشاد باری تعالٰی ھے۔۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ [۲۰:۵۳]

كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ [۲۰:۵٤]

جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لیے اس میں راستے بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر ہم نے اس میں طرح طرح کی مختلف سبزیاں نکالیں۔۔۔کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ بے شک اس میں عقل والوں

کے لیے نشانیاں ہیں۔ترجمہ جناب احمد علی صاحب

آیت مذکورہ میں ان چوپایوں کو جو زمین سے نکلنے والی مختلف اقسام کی سبزیاں کھاتے ھیں،انعام کہا گیا ھے۔۔مزید فرمایا۔۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنفُسُهُمْ ۖ أَفَلَا يُبْصِرُونَ [٣٢:٢٧]

اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم پانی کو بنجَر زمین کی طرف بہالے جاتے ہیں، پھر ہم اس سے کھیت نکالتے ہیں جس سے ان کے چوپائے (بھی) کھاتے ہیں اور وہ خود بھی کھاتے ہیں، تو کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں،[طاہر القادری]

اس آیت مبارکہ میں بھی ان جانداروں کو جو زمین سے نکلنے والی کھیتی کو کھاتے ھیں انعام کہا گیا ھے۔۔۔نیز فرمایا۔۔۔

فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ [٨٠:٢٤]

پس انسان کو چاہیے کہ اپنی غذا کی طرف دیکھے (اور غور کرے)،[طاہر القادری]

أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا [٨٠:٢٥]

بیشک ہم نے خوب زور سے پانی برسایا،[طاہر القادری]

ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا [٨٠:٢٦]

پھر ہم نے زمین کو پھاڑ کر چیر ڈالا،[طاہر القادری]

فَأَنبَتْنَا فِيهَا حَبًّا [٨٠:٢٧]

پھر ہم نے اس میں اناج اگایا،[طاہر القادری

وَعِنَبًا وَقَضْبًا [٨٠:٢٨]

اور انگور اور ترکاری،[طاہر القادری]

وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا [٨٠:٢٩]

اور زیتون اور کھجور،[طاہر القادری]

وَحَدَائِقَ غُلْبًا [٨٠:٣٠]

اور گھنے گھنے باغات،[طاہر القادری]

وَفَاكِهَةً وَأَبًّا [٨٠:٣١]

اور (طرح طرح کے) پھل میوے اور (جانوروں کا) چارہ،[طاہر القادری]

مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ [٨٠:٣٢]

خود تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے لئے متاعِ (زیست)،[طاہر القادری

آیات بالا سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہ چوپائے جو زمین سے چارہ کھاتے ھیں قرآن انھیں انعام کہتا ہے۔۔۔

چنانچہ زمین کے اوپر چلنے والے چوپایوں کی دو اقسام ہمارے سامنے آتی ہیں۔

ا۔۔ الجوارح وہ جاندار کہ جو صرف گوشت خور ہیں اور سبزہ نہیں کھاتے

ان میں کتا، بلی، شیر، چیتا، وغیرہ شامل ہیں۔

۲۔۔ الانعام وہ جاندار کہ جو صرف سبزہ کھاتے ہیں اور گوشت نہیں کھاتے

ان میں اونٹ، گائے، بکرا، گھوڑا، گدھا، سور وغیرہ شامل ہیں۔۔۔یہ تمام چوپائے سبزہ کھاتے ہیں۔

اب ان چوپایوں میں سے انعام کی مزید دو اقسام قرآن بیان کرتا ہے۔

ا۔ بہیمۃ الانعام

۲۔ غیر بہیمۃ الانعام

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ [٥:١]

اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو۔ تمہارے لیے چارپائے جانور (جو چرنے والے ہیں) حلال کر دیئے گئے ہیں۔ بجز ان کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں مگر احرام (حج) میں شکار کو حلال نہ جاننا۔ خدا جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے [فتح محمد جالندہری]

آیت مذکورہ میں اللہ کریم نے صرف چوپایوں کی وہ قسم حلال فرمائی ہے کہ جو بہیمۃ الانعام میں داخل ہے۔۔ چنانچہ اس مرحلے پر یہ بات تو بلکل واضح ہو جاتی ہے کہ ایسے تمام چوپائے کہ جو سبزہ خور نہیں ہیں وہ کسی بھی حالت میں حلال نہیں۔۔۔یعنی انعام حلال ہیں۔۔۔الجوارح حلال نہیں ہیں۔۔۔اور انعام میں بھی وہ ہی چوپائے حلال ہیں جو بہیمہ ہوں۔۔

یوں تو لفظ بہیمہ کا ترجمہ لغت کی رو سے اونٹ، گائے، بکری، اور ان کی اولاد کیا گیا ہے۔۔ لیکن اس کا لفظی مطلب باہم، ملتے جلتے ہوتے ہیں۔۔۔یعنی ایسے سبزہ خور چوپائے کہ جو باہم ملتے جلتے ہوں۔۔ چنانچہ اللہ نے ان میں سے کچھ چوپائے کہ جو بہیمۃ الانعام میں شامل ہیں اس کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔۔

وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا ۚ كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ [٦:١٤٢]

پھر وہی ہے جس نے مویشیوں میں سے وہ جانور بھی پیدا کیے جن سے سواری و بار برداری کا کام لیا جاتا ہے اور وہ بھی جو کھانے اور بچھانے کے کام آتے ہیں کھاؤ اُن چیزوں میں سے جو اللہ نے تمہیں بخشی ہیں اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے [ابوالاعلی مودودی]

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۖ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ۖ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ [٦:١٤٣]

یہ آٹھ نر ومادہ ہیں، دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے، اے محمدؐ! ان سے پوچھو کہ اللہ نے اُن کے نر حرام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو بھیڑوں اور بکریوں کے پیٹ میں ہوں؟ ٹھیک ٹھیک علم کے ساتھ مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو [ابو الاعلی مودودی]

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ۖ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَٰذَا ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ [٦:١٤٤]

اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے پوچھو، اِن کے نر اللہ نے حرام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو اونٹنی اور گائے کے پیٹ میں ہوں؟ کیا تم اُس وقت حاضر تھے جب اللہ نے ان کے حرام ہونے کا حکم تمہیں دیا تھا؟ پھر اُس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جو اللہ کی طرف منسوب کر کے جھوٹی بات کہے تاکہ علم کے بغیر لوگوں کی غلط راہ نمائی کرے یقیناً اللہ ایسے ظالموں کو راہ راست نہیں دکھاتا [ابو الاعلی مودودی]

آیت مذکورہ میں اللہ ان انعام میں دو اقسام کی خود ہی وضاحت فرمادی۔۔۔ کہ ایک قسم وہ ہے کہ جو ہے تو انعام یعنی سبزہ خور۔۔۔ مگر وہ بہیمۃ الانعام نہیں ہیں۔۔ چنانچہ یہ صرف سواری کے لیے ہیں۔۔ جیسے گھوڑا، گدھا، خچر وغیرہ یہ چوپائے بار برداری کے لیے مخصوص ہیں۔

جبکہ وہ چوپائے کہ جو بہیمۃ الانعام میں شامل ہیں۔۔ ان کی آٹھ اقسام گنوادیں۔۔۔ یعنی، اونٹ نر اور مادہ، گائے نر اور مادہ، بھیڑ نر اور مادہ، اور بکری نر اور مادہ۔۔۔ یہ مذکورہ بالا آٹھوں اقسام تو یقیناً بہیمۃ الانعام میں شامل ہیں۔۔ کیونکہ انھیں کھانے کا واضح حکم دیا گیا ہے۔

جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ بہیمۃ الانعام سے مراد ایسے چوپائے ہیں کہ جو سبزہ کھاتے ہوں اور ایک دوسرے سے باہم ملتے جلتے ہوں۔۔۔ چنانچہ مشاہدے کی بنیاد پر ہم ان آٹھوں چوپایوں میں جو چیزیں باہم مشترک پاتے ہیں۔۔۔ وہ

یہ ہیں۔۔

ا۔ان تمام چوپایوں کو اللہ نے دو معدے عطا کیے ہیں۔۔اس وجہ سے یہ چوپائے جب کھانا شروع کرتے ہیں تو جلدی جلدی اپنی حسب ضرورت گھاس بغیر چبائے نگلتے چلے جاتے ہیں۔۔جو ان کے اوپر والے معدے میں جمع ہوتا رہتا ہے۔اور پھر کہیں آرام سے بیٹھ کر یہ اس خوراک کو دوبارہ منہ میں لاکر ایک مخصوص عمل شروع کر دیتے ہیں جسے ہم جگالی کہتے ہیں۔اس طرح یہ اپنی خوراک کو آہستہ آہستہ چبا چبا کر اپنے دوسرے معدے میں منتقل کرتے چلے جاتے ہیں۔

۲۔ اس عمل یعنی جگالی، کی وجہ سے قدرت نے ان تمام چوپایوں کو اوپر کے جبڑے میں آگے کے دانت نہیں دیے۔۔۔کیوں کہ اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

چنانچہ قرآن کریم کی آیات اور مشاہدے کی رو سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بہیمۃ الانعام وہ چوپائے ہیں کہ جو سبزہ خور ہوتے ہیں۔۔۔جن کے دو معدے ہوتے ہیں اور جن کے اوپر والے جبڑے میں آگے کے دانت نہیں ہوتے۔۔

چنانچہ اس اصول کی بنیاد پر گھوڑا، گدھا، خچر، سور وغیرہ قطعی طور پر حرام ہیں کہ یہ چوپائے انعام تو ہیں مگر۔۔۔۔ بہیمۃ الانعام میں شامل نہیں۔۔۔ان کا صرف ایک معدہ ہوتا ہے، ان کے جبڑے کے اوپر والے دانت بھی ہوتے ہیں۔۔

نیز قرآن کریم نے ان کے متعلق صاف صاف فرما دیا ہے کہ۔۔۔۔

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ [٤٠:٧٩]

اللہ ہی نے تمہارے لیے یہ مویشی جانور بنائے ہیں تاکہ ان میں سے کسی پر تم سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ [ابوالاعلی مودودی]

آیت بالا سے ثابت ہو تا ہے کہ اللہ نے انعام میں بعض کو صرف سواری کے لیے مخصوص کیا ہے اور بعض کو کھانے کے لیے۔۔۔

مزید فرمایا۔

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ [١٦:٨]

اُس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کیے تا کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمہاری زندگی کی رونق بنیں وہ اور بہت سی چیزیں (تمہارے فائدے کے لیے) پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم تک نہیں ہے [ابوالاعلی مودودی]

اب روئے زمیں پر موجود ہر وہ چوپایا کہ جو سبزہ خور ہو۔۔۔۔ اور جس کے جبڑے کے آگے کے دانت موجود نہ ہوں وہ سب کے سب حلال ہیں۔۔۔ خواہ وہ کسی بھی نام سے پکارے جاتے ہوں۔

قارئین محترم   یہ ہی قرآن کا اعجاز ہے کہ وہ چند الفاظ پر مشتمل ایک آیت کہ۔۔۔۔

"تم پر بہیمۃ الانعام کو حلال کیا گیا ہے"

تا قیامت آنے والے ہر انسان کو خواہ وہ دنیا کے کسی بھی کونے کا باشندہ ہو۔۔ ایک ابدی اصول دے دیا گیا کہ اس کے لیے کون سا چوپایا حلال ہے اور کون سا حرام۔ چنانچہ دنیا میں ہم کہیں بھی ہوں۔۔ اگر کوئی چوپایا ایسا ملے کہ جو سبزہ کھاتا ہو، اور اس کے اوپر والے جبڑے کے آگے کے دانت نہ ہوں، بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ہم اس پر اللہ کا نام لے کر کھا سکتے ہیں۔

اب ان بہیمۃ الانعام   میں بھی بعض چیزوں کو اللہ نے حرام فرمایا ہے۔

چنانچہ فرمایا۔۔۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ [٥:١]

اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو۔ تمہارے لیے چارپائے جانور (جو چرنے والے ہیں) حلال کر دیئے گئے ہیں۔ بجز ان کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں مگر احرام (حج) میں شکار کو حلال نہ جاننا۔ خدا جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے [فتح محمد جالندھری]

اس آیت مبارک میں ان چوپایوں کی حلت کا حکم ہے کہ جو بہیمۃ الانعام ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ بجز ان کے کہ جو تمھیں آگے بتائے جائیں گے۔۔ چنانچہ اس کے بعد آیت نمبر ۳ میں ارشاد باری تعالٰی ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [٥:٣]

تم پر حرام کیا گیا مُردار، خون، سُور کا گوشت، وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، وہ جو گلا گھٹ کر، یا چوٹ کھا کر، یا بلندی سے گر کر، یا ٹکر کھا کر مرا ہو، یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو نیز یہ بھی تمہارے لیے ناجائز ہے کہ پانسوں کے ذریعہ سے اپنی قسمت معلوم کرو یہ سب افعال فسق ہیں آج کافروں کو تمہارے دین کی طرف سے پوری مایوسی ہو چکی ہے لہٰذا تم اُن سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے

(لہٰذا حرام و حلال کی جو قیود تم پر عائد کر دی گئی ہیں اُن کی پابندی کرو) البتہ جو شخص بھوک سے مجبور ہو کر اُن میں سے کوئی چیز کھا لے، بغیر اس کے کہ گناہ کی طرف اس کا میلان ہو تو بیشک اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے [ابوالاعلیٰ مودودی]

مزید فرمایا۔

قُل لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [٦:١٤٥]

کہہ دو کہ میں اس وحی میں جو مجھے پہنچی ہے کسی چیز کو کھانے والے پر حرام نہیں پاتا جو اسے کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ وہ ناپاک ہے یا وہ ناجائز ذبیحہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے پھر جو تمہیں بھوک سے بے اختیار ہو جائے ایسی حال میں کہ نہ بغاوت کرنے والا اور نہ حد سے گزرنے والا ہو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے [احمد علی]

آیت بالا میں ان بہیمۃ الانعام کی بعض حالتوں میں حرمت کا حکم ہے۔۔۔ چنانچہ فرمایا کہ یہ چوپائے جو تمھارے لیے ہم نے حلال قرار دیے ہیں۔۔ یہ تمھارے لیے حرام ہو جاتے ہیں۔۔۔ اگر۔۔۔۔۔

۱۔ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ

اگر انھیں اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کیا گیا ہو۔۔۔ اگر یہ کسی غیر اللہ سے منسوب ہوں

۲۔ الْمَيْتَةُ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یعنی مردار

اگر یہ چوپائے طبعی طور پر مر چکے ہوں۔۔۔ اور ان کے مرنے کی وہ تمام ممکنہ وجوہات کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے کہ کس کس طریقہ سے مر جانا مردار میں شمار ہوتا ہے۔۔۔

۳۔ دَمًا مَّسْفُوحًا۔۔۔۔۔۔یعنی بہتا ھوا خون

۴۔ لَحْمَ خِنزِيرٍ ۔

حرمت کا پہلا حکم، کہ جو غیر اللہ سے منسوب ہو، وہ حرام ہے۔۔۔ یہ ایک عقیدے کی بات ہے۔۔ کائینات میں

موجود ہر شئے خواہ وہ جاندار ہو یا بے جان۔۔۔سب اللہ کریم کی ملکیت ہے۔۔یہ اس رب کی رحیمی اور کریمی ہے کہ اس نے اپنی ملکیت کی ان اشیاء کو ہماری منفعت کے لیے عام کر دیا، لیکن اس کے استعمال پر ہمیں اس بات کا اقرار، بار بار کرنا ہو گا کہ یہ سب اس رب کریم کی ملکیت اور عطا ہے۔۔وہ ہی مالک اور خالق ہے۔۔اور اس کی مہربانی اور اجازت سے ہم ان اشیاء کو اپنی ضرورت کے مطابق استعمال کرتے ہیں۔۔

حرمت کا دوسرا حکم، کہ مردار حرام ہیں۔۔ عقل و شعور کی بات ہے، کہ اگر کوئی جاندار بذاتِ خود حرام ہو تو وہ زندہ بھی حرام ہے اور مردہ بھی۔۔البتہ وہ جاندار کے جو اللہ کریم نے حلال قرار دئے ہیں۔۔اگر حکم خداوندی کے مطابق انھیں ذبح نہ کیا جائے اور وہ طبعی طور پر مر جائیں، تو وہ حرام ہو جاتے۔۔اور اس کی حکمت حرمت کے تیسرے حکم پوشیدہ ہے۔۔

حرمت کا تیسرا حکم، بہتا ہوا خون حرام ہے۔۔در حقیقت دیکھا جائے تو ذبیحہ کا سارا فلسفہ صرف اس ایک نکتہ میں پوشیدہ ہے۔جاندار کے جسم میں دوڑنے والا خون، طبی طور پر بھی اور نفسیاتی طور پر بھی انسان کے لیے انتہائی مضر اثرات کا باعث ہو تا ہے۔۔چنانچہ اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔۔یہ ہی وجہ ہے ان چوپایوں کو اس طرح ذبح کرنے کا حکم ہے کہ اس کے جسم سے سارا خون باہر آجائے۔۔اور یہ ہی وجہ ہے کہ مردار کو حرام قرار دیا گیا ہے۔۔اس میں بھی یہ ھی فلسفہ ہے۔چونکہ طبعی موت کی صورت میں اس جاندار کا خون اس کے جسم میں ہی رہ جاتا ہے۔۔اس بنیاد پر وہ جاندار حرام قرار دیا گیا ہے۔۔

حرمت کا چوتھا حکم، لحم الخنزیر۔۔۔ چونکہ ذرا تفصیل کا متقاضی تھا اس لیے میں نے اسے سب سے آخر میں رکھا ہے۔۔عام طور پر اس سے مراد **سور** لیا جاتا ہے۔۔میرے نزدیک یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔۔

عقلی طور پر دیکھیں کہ اللہ کریم نے کروڑوں کی تعداد میں جاندار تخلیق کیے۔۔کیا یہ بات کسی طرح بھی انصاف اور اصول کے تقاضے پر اتر سکتی ہے کہ ایک مخصوص جاندار کو اللہ بغیر کسی وجہ کے قابل نفرت، قرار دے دے۔۔کہ اسے کھانا تو ایک طرف، کہا جاتا ہے کہ جو کوئی ایک بار **سور** کا نام لے اس کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں ہو تیں۔۔آخر اس جانور کا ایسا کیا جرم ہے۔۔

یہاں لفظ لحم الخنزیر استعمال ہوا ہے۔۔اگر اس سے مراد سور ہو تا تو صرف لفظ خنزیر ہی استعمال ہونا چاہیے تھا۔۔۔

لحم الخنزیر کا مطلب خنزیر کا گوشت ہو تا ہے۔۔تو کیا سور اپنی ذات میں حلال ہے صرف اس کا گوشت حرام ہے۔۔ ظاہر ہے کہ یہ بات عقلی طور پر درست ہو ہی نہیں سکتی کہ کوئی جاندار خود حلال ہو اور اس کا گوشت حرام ہو۔۔ یہ لفظ لحم خود اس بات کو واضح کر رھا ہے کہ یہاں خنزیر سے مراد سور ہر گز نہیں ہے۔۔۔

پھر ہم یہ بات پہلے ہی ثابت کر چکے ہیں کہ سور تو بہیمۃ الانعام میں آتا ہی نہیں۔۔اس وجہ سے وہ اس اصول خداوندی کے تحت پہلے ہی حرام ہو جاتا ہے۔۔تو پھر یہاں اس کے ذکر کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔

اگر تفکر اور تدبر سے دیکھا جائے تو یہ بات بلکل واضح نظر آتی ہے کہ یہ جو چار باتیں حرمت کے حوالے سے بیان کی گئی ہیں۔یہ کسی جاندار کے نام نہیں بلکہ جاندار کی مختلف کیفیات اور اجزاء ہیں۔۔۔مر دار، جانور کی ایک کیفیت ہے، بہتا ہوا خون، جاندار کے جسم کا ایک جز ہے، اور غیر اللہ کے نام سے منسوب کرنا بھی جاندار کی ایک کیفیت کا نام ہے۔۔ آیئے اس لفظ خنزیر کے حوالے سے عربی زبان سے سمجھتے ہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے۔۔

عمومی طور پر اس لفظ خنزیر کے معنی سور کے کئیے جاتے ہیں۔۔ مگر گلی سڑی ناقص اشیاء کے لیے بھی اس لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے۔۔ انسان اور جانوروں میں یہ ناقص شے ان کے غدود ہوتے ہیں۔۔ان غدودوں کو بھی عربی میں خنزیر کہا جاتا ہے۔چنانچہ ایسی بیماری کہ جس میں گردن، بغل اور جنگاسوں کے غدور متورم ہو جائیں، خنازیر کہلاتی ہے۔۔۔

چنانچہ حرمت کے اس چوتھے حکم کے تحت ان جانداروں کے تمام غدود بھی حرام ہیں۔۔

اس مقام پر اس بات کی تشریح بھی بے حد ضروری ہے کہ قرآن کریم صرف ایک حالت یعنی بھوک کو حالت اضطرار تسلیم کرتا ہے۔۔ چنانچہ ایسی کوئی کیفیت کہ جب انسان بھوک سے بے حال ہو جائے اور اس کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو تو ایسی اضطراری کیفیت میں ان ہی حرمت والی اشیاء یعنی مر دار حلال جانور، حلال جانور کا خون، حلال جانور کے غدود، اور ایسے حلال جانور جو غیر اللہ سے منسوب ہوں، بقدر ضرورت استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

چنانچہ فرمایا۔۔۔۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [١٦:١١٥]

اللہ نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے وہ ہے مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو البتہ بھوک سے مجبور ہو کر اگر کوئی اِن چیزوں کو کھالے، بغیر اس کے کہ وہ قانون الٰہی کی خلاف ورزی کا خواہش مند ہو، یا حد ضرورت سے تجاوز کا مرتکب ہو، تو یقیناً اللہ معاف کرنے اور رحم فرمانے والا ہے [ابوالاعلی مودودی]

مزید فرمایا۔۔۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [۲:۱۷۳]

اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مُردار نہ کھاؤ، خون سے اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے، تو اس پر کچھ گناہ نہیں، اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے [ابوالاعلی مودودی]

مذکورہ بالا آیات سے بلکل واضح ہے کہ حالت اضطرار میں بھی صرف اور صرف، حلال جانداروں کی حرام کی ہوئی یہ اشیاء، بقدر ضرورت استعمال کی جاسکتی ہیں، بشرطیکہ کہ نیت میں قانون شکنی کا کوئی ارادہ نہ ہو۔۔۔

اس مقام پر میں ایک بات نہایت واضح الفاظ میں عرض کر دینا چاہتا ہوں، ہر وہ جاندار کہ جو اللہ نے انسان کے لیے حلال قرار دیے ہیں، ان سب میں یہ مذکورہ چار اشیاء حرام ہیں۔۔۔ اور اس میں سب سے زیادہ اہم شئے بہتا ہوا خون ہے۔۔ یہ کسی بھی حالت میں حلال نہیں۔۔ چنانچہ کوئی بھی جاندار جس میں یہ بہتا ہو خون موجود ہو اسے اس طرح سے ذبح کرنا ضروری ہے کہ جسم کا تقریباً سارا خون باہر نکل جائے۔۔۔ اب یہ ہمارا روز و شب کا مشاہدہ ہے کہ جب کسی جاندار کی شہ رگ کاٹ کے چھوڑ دیا جائے تو جانور کے تڑپنے سے اس کے جسم کا تقریباً سارا خون باہر آجاتا ہے۔۔ لیکن اگر کوئی ایسا ذبیحہ کہ جس میں ایک ہی ضرب میں جانور کی گردن کاٹ دی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں اس کی موت فوراً واقع ہو جاتی ہے۔۔ اس میں اس کے جسم کا خون مکمل طور پر نکل ہی نہیں پاتا۔۔۔ چنانچہ ایسا ذبیحہ حرام ہے۔۔۔

پرندے

اب ہمارے سامنے زمین پر بسنے والی دوسری مخلوق یعنی ہوائی مخلوق کی حلت اور حرمت کا مسئلہ آتا ہے۔۔ سابقہ مضمون میں ہم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے چوپایوں میں ان جانداروں کو حلال قرار دیا ہے کہ جن کے دو معدے ہوتے ہیں۔ لیکن عام حالت میں ہمارے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ ہم کسی بھی جانور کو دیکھ کر اس بات کا اندازہ کر لیں کہ آیا اس کے دو معدے ہیں یا نہیں۔۔ اس مسلہ کا حل اللہ کریم نے ان جانوروں کی ظاہری علامات سے عطا کر دیا۔۔ چنانچہ یہ سارے جاندار جو دو معدوں کے حامل ہوں، وہ یقیناً جگالی کرتے ہیں۔۔ اور ان کے اوپر والے جبڑے کے سامنے کے دانت نہیں ہوتے۔

بلکل یہ ہی اصول اللہ کریم نے پرندوں کے سلسلہ میں عطا فرمادیا۔۔ چنانچہ مشاہدے کی رو سے دو طرح کے پرندے اس زمین پر دیکھے جاسکتے ہیں۔۔۔

ا۔ وہ پرندے کہ جن کا ایک معدہ ہوتا ہے۔۔۔ مثلاً کوا، چیل، گدھ، وغیرہ

۲۔ وہ پرندے کہ جن کے دو معدے ہوتے ہیں۔۔۔ مثلاً مرغی، کبوتر، چڑیا، بٹیر وغیرہ۔۔ ان پرندوں میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی سہولت کے لیے ایک معدہ جسے ہم عام طور پر پوٹا کہتے ہیں۔۔ اس پرندے کی گردن کے ساتھ نمایاں طور پر رکھا ہوا ہے۔۔ تاکہ ہمیں اس حوالے سے کوئی پریشانی نہ ہو۔۔۔ چنانچہ روئے زمین پر موجود ایسے تمام پرندے کہ جن میں یہ نمایاں نشان پوٹا موجود ہو وہ حلال ہے۔۔۔ اور جن پرندوں میں یہ پوٹا نہیں وہ حرام ہیں۔۔

اس حوالے سے قرآن کریم سے مثال پیش خدمت ہے۔۔۔ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ سلام، اپنی قوم بنی اسرائیل کو اللہ کے حکم کے مطابق ٹرینگ کے لیے جنگلوں میں لے گئے تو اللہ نے ان کے لیے جو کھانے کا انتظام فرمایا اس میں ایک پرندہ، سلویٰ تھا۔۔ جسے ہم بٹیر کہتے ہیں۔۔۔ چنانچہ فرمایا۔۔۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۖ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۖ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ [۲:۵۷]

ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا، من و سلویٰ کی غذا تمہارے لیے فراہم کی اور تم سے کہا کہ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں، اُنہیں کھاؤ، مگر تمہارے اسلاف نے جو کچھ کیا، وہ ہم پر ظلم نہ تھا، بلکہ انہوں نے آپ اپنے ہی اوپر ظلم کیا[ابوالاعلی مودودی]

آیت مذکورہ میں سلوٰی پر الف لام عہدی مثلی لا کر اسے مخصوص کر دیا گیا کہ اس طرح کے پرندے کھایا کرو۔۔اس طرح کے پرندے طیب رزق ہیں۔۔۔اور حضرت موسٰی علیہ سلام اور ان کی قوم ان پرندوں کو کھاتی تھی۔۔چنانچہ مشاہدہ کی رو سے یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ اس پرندے یعنی بٹیر میں اللہ کریم نے دو معدے دیے ہوئے ہیں۔۔۔اور اس جہت سے یہ حلال اور طیب قرار دیا گیا ہے۔۔۔

البتہ وہ تمام حرمت کہ جو ان چوپایوں میں بیان کر دی گئی وہ یہاں بھی نافذ ہو گی۔۔چنانچہ یہ پرندے بھی اگر مردار ہوں تو حرام ہیں۔۔ان میں بھی بہنے والا خون ہوتا ہے چنانچہ ان کو بھی ذبح کرنا ہو گا تا کہ ان کی رگوں کا سارا خون نکل جائے، ان پرندوں میں موجود غدود بھی حرام ہوں گے اور اگر ان پرندوں پر بھی اللہ کا نام نہ لیا جائے تو بھی یہ حرام ہوں گے۔۔۔

آبی جاندار

اس سے پہلے کہ میں آبی جاندار کا ذکر کروں۔۔۔۔موزوں سمجھتا ہوں کہ پہلے ذبیحہ کے فلسفے پر غور کر لیں۔۔آخر ہم ان جانداروں کو ذبح کیوں کرتے ہیں۔۔۔

اوپر بیان کی ہوئی حرمت کی اشیاء میں جو سب سے بنیادی شئے ہے، دَمًا مَّسْفُوحًا ۔۔۔یعنی بہتا ہوا خون۔۔۔ذبیحہ کا سارا فلسفہ اس ایک شئے کی وجہ سے ہے۔۔کیا ہوتا ہے جب ہم کسی جاندار کو ذبح کرتے ہیں۔۔۔

ا۔ یہ کہ اس جاندار کی جان نکل جاتی ہے۔۔۔

اب اگر ذبیحہ کا مقصود اس جاندار کی جان نکالنا ہی ہوتا تو، اور بھی بے شمار طریقے ہیں اس کی جان نکالنے کے۔۔۔ چنانچہ عقل و شعور اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ صرف ان جانداروں کی جان نکالنے کے لیے انھیں ذبح کیا جائے۔۔۔

۲۔ اس جاندار کے جسم میں موجود بہتا ہوا خون باہر آجاتا ہے۔

یہ بات عقل اور شعور کی کسوٹی پر ثابت ہوتی ہے کہ اس کے نتیجے میں اس جاندار کے جسم کا تقریباً سارا خون باہر نکل جاتا ہے۔ اور اس طرح اللہ کے حکم کے مطابق ایک حرام شئے اس جاندار سے دور ہو جاتی ہے۔۔۔ اور وہ جاندار ہمارے لیے حلال ہو جاتا ہے۔۔ اب اگر کوئی ایسی مخلوق ہو کہ جس میں یہ بہتا ہوا خون ہی نہ ہو۔۔ تو اسے ذبح کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔۔

ارشاد باری تعالٰی ہے۔

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ [١٦:١٤]

وہی ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس سے ترو تازہ گوشت لے کر کھاؤ اور اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو جنہیں تم پہنا کرتے ہو تم دیکھتے ہو کہ کشتی سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی چلتی ہے یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو [ابو الاعلی مودودی]

آیت مذکورہ میں دو لفظ اس سارے مسلہ کو حل کر دیتے ہیں۔۔ فرمایا کہ ہم نے اس سمندر یا دریا کو تمہارے لیے مسخر کر دیا ھے تاکہ تم اس میں سے **لَحْمًا طَرِيًّا** کھاؤ۔۔۔ یعنی ترو تازہ گوشت۔۔۔ گوشت ہی گوشت۔۔۔۔ ہم جانتے ہیں کہ جن چوپایوں اور پرندوں کو ہمارے لیے حلال قرار دیا گیا ہے وہ مشتمل ہوتے ہیں۔۔۔ ہڈیوں، گوشت اور بہنے والے خون پر۔۔۔ چنانچہ جب ہم انھیں ذبح کر کے ان میں سے سارا خون نکال دیتے ہیں تو وہ صرف گوشت ہی گوشت رہ جاتا ہے۔۔۔ چنانچہ اگر مشاہدہ کیا جائے تو اس شرط پر کہ صرف گوشت ہی گوشت ہو۔۔۔ جس میں بہنے والا خون، یعنی **دَمًا مَّسْفُوحًا** موجود نہ ہو۔۔۔ مچھلی ہے۔۔

یہ ہی وجہ ہے کہ مچھلی کو ذبح کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی کہ اس میں وہ بہنے والا خون ہوتا ہی نہیں جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔۔ نہ ہی اس میں غدود کا گوشت ہوتا ہے۔۔ یہ تو تازہ بہ تازہ گوشت ہی گوشت ہوتا ہے۔۔ **لَحْمًا طَرِيًّا** ۔ چنانچہ صرف اس صورت میں کہ اگر اس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے تو یہ حرام ہو جائے گی۔۔۔ یا ایسی حالت میں ملے کہ گلنے سڑنے لگی ہو تو لحم الخنزیر کے زمرے میں آجائے گی اور حرام ہو جائے گی۔۔۔ چنانچہ پانی کی وہ

تمام مخلوق کہ جس میں بہنے والا خون موجود نہ ہو۔۔۔وہ حلال ہیں۔۔۔۔اس حوالے قرآن کریم کی اس آیت کا مطالعہ فرمائیں۔۔۔

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِن سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا [١٨:٦٢]

آگے جا کر موسیٰؑ نے اپنے خادم سے کہا "لاؤ ہمارا ناشتہ، آج کے سفر میں تو ہم بری طرح تھک گئے ہیں" [ابوالاعلی مودودی

قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا [١٨:٦٣]

خادم نے کہا "آپ نے دیکھا! یہ کیا ہوا؟ جب ہم اُس چٹان کے پاس ٹھیرے ہوئے تھے اُس وقت مجھے مچھلی کا خیال نہ رہا اور شیطان نے مجھ کو ایسا غافل کر دیا کہ میں اس کا ذکر (آپ سے کرنا) بھول گیا مچھلی تو عجیب طریقے سے نکل کر دریا میں چلی گئی" [ابوالاعلی مودودی

آیت مذکورہ میں حضرت موسیٰ علیہ سلام کا ناشتہ مچھلی بتایا گیا ہے کہ جو خادم کی بے خیالی سے دوبارہ دریا میں چلی گئی۔۔۔اور ظاہر ہے کہ اللہ کے نبی سے زیادہ کون جان سکتا ہے کہ کون سی شے حلال ہے اور کون سی حرام۔۔۔ چنانچہ سمندر یا دریا میں موجود ہر وہ مخلوق کہ جس میں رگوں میں بہنے والا خون موجود نہ ہو حلال ہے۔۔۔اور چونکہ ان میں اُچھل کر بہنے والا خون ہوتا ہی نہیں چنانچہ انھیں ذبح کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔۔۔۔ آخر میں ایسے کیڑے مکوڑے کہ جو ہوتے تو زمین کی مخلوق ھیں مگر رہتے زمین کے اندر ہیں۔۔مثلاً سانپ، بچھو، چھپکلی، لال بیگ، وغیرہ۔۔۔تو ان تمام مخلوق میں وہ امتیازی نشان یعنی دو معدے ہوتے ہی نہیں اس لیے یہ سب کے سب حرام ہیں۔۔۔کیونکہ مضمون میں ہم ان چوپایوں، اور پرندوں کے حوالے سے یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ صرف وہ ہی چوپائے اور پرندے حلال ہیں کہ جن کے دو معدے ہوتے ہیں۔۔۔چنانچہ اس ہی اصول کے مطابق یہ سارے کیڑے مکوڑے حرام ٹھہرتے ہیں۔۔۔۔

دوستو، قرآن کریم کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ کریم نے صرف دو باتوں میں حلت اور حرمت کا اصول عطا فرمایا ہے۔۔۔

1۔ شادی یعنی نکاح میں رشتوں کی حلت اور حرمت

۲ ۔ کھانے پینے میں حلت اور حرمت

ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں رشتوں کی حلت اور حرمت کا سوال آیا ہے، وہاں صرف ان رشتوں کا ذکر کر کے کہ جو حرام ہیں، باقی تمام کو حلال قرار دے دیا گیا۔۔ اور ظاہر ہے کہ عقل اور شعور کا یہ ہی تقاضہ ہوتا ہے کہ اگر حرام کی تعداد کم ہو اور حلال کی تعداد زیادہ۔۔ تو لاکھوں حلال کو بیان کرنے کی بجائے ان چند حرام کا بیان کر دیا جائے۔۔ جیسا کہ انسانی رشتوں کے سلسلہ میں یہ اسلوب اپنایا گیا۔۔

لیکن اگر کہیں صورتحال یہ ہو کہ حلال اشیاء کم ہوں اور حرام زیادہ۔۔۔ تو عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ ان حلال اشیاء کا ذکر کر کے باقی کی حرمت کا اعلان کر دیا جائے۔۔ اور یہ ہی اسلوب ان جانداروں کے حوالے سے اختیار کیا گیا۔۔

جن چار باتوں کو حرمت میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی مردار، بہتا ہوا خون، لحم خنزیر، اور منسوب غیر اللہ۔۔۔ یہ سب کیفیات ہیں۔۔ ان جانداروں کی جزیات ہیں۔۔ کوئی جاندار نہیں۔۔ چنانچہ صرف ایک آیت میں کہ تم پر۔۔۔۔ **بہیمۃ الانعام** حلال کیے گئے ہیں۔۔۔ کائنات میں موجود تمام جانداروں کی حلت اور حرمت کا مسلہ حل کر دیا گیا ھے۔۔۔ اور یہ ہی قرآن کا اعجاز ہے۔۔۔ جس پر انسان کی روح وجد کرنے لگ جاتی ہے۔۔۔

واللہ اعلم بالصواب۔۔۔

حرام و حلال

حصہ دوئم

November 14, 2012

محمد حنیف

حرام و حلال ۔۔ حصہ دوئم

جیسا کہ میں اکثر کہتا رہتا ہوں، ہم سب قرآن کریم کے ادنیٰ سے طالب علم ہیں ۔۔ اپنی اپنی فہم کے مطابق، کتاب اللہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔۔ اور ظاہر ہے کہ کسی بھی انسان کی کوئی کوشش سہو و خطا سے منزہ ہر گز نہیں ہو سکتی ۔۔ اگر نیت اور مقصود کتاب اللہ کے حقائق کو سمجھنا ہو، سیکھنا ہو، تو یہ سہو، اللہ کریم معاف فرما دیتے ہیں ۔۔ لیکن اگر مقصود اپنی ذات ہو، اپنی انا ہو، تو یہ سہو نہیں رہتا، گناہ بن جاتا ہے ۔۔

انسانوں میں ماسوائے، حضرات انبیاء علیہ سلام کے، کوئی بھی کتاب اللہ کو مکمل طور پر سمجھ لینے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ یہ سعادت تو شاید آخری انسان کے حصے میں ہی آئے گی ۔۔

اللہ کریم سے دعا گو ہوں کہ ہماری کوتاہیوں کو اپنی رحمت خاص سے معاف فرمادے، اور دین کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہمارے لیے آسان فرمادے۔

دیڑھ سال قبل جب میں نے اپنا نوٹ "حرام اور حلال" تحریر کیا، تو اپنی پوری کوشش کی کہ کسی مخصوص نظریہ کو ذہن میں رکھے بغیر صرف اور صرف قرآن کریم، اور عقل و شعور کی بنیاد پر بات کروں۔

چنانچہ جو کچھ میری فہم نے مجھے سمجھایا، میں نے پیش کیا ۔۔ وقت کے ساتھ، میں اپنے اس موقف پر مزید مستحکم ہوں

میرے اس نوٹ کے حوالے سے کچھ دوستوں نے اپنی فہم کے مطابق، کچھ سوالات کئے ۔۔ میں نے کوشش کی کہ ان سوالات کے جوابات دے سکوں ۔۔

لیکن اب میں ایسا محسوس کر رہا ہوں کہ اس موضوع پر اٹھنے والے سوالات کو بھی اپنی فہم سے ایک نوٹ کے ذریعے سامنے لاؤں۔۔

میرا کبھی بھی یہ دعویٰ نہیں رہا کہ جو کچھ میں نے سمجھا، وہی ٹھیک ہے۔یہ میری فہم ہے۔۔ جس کے غلط ہونے کے اتنے ہی امکانات ہیں، جتنے درست ہونے کے۔ اگر میں درست ہوں تو اللہ کریم کی مہربانی سے ہوں۔۔ اگر کہیں غلط ہوں، تو یہ میری انسانی خطا ہے۔ اپنے رب سے عاجزی کے ساتھ دعا گو ہوں کہ وہ ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے۔۔ اور ہماری راہنمای صراط مستقیم کی جانب آسان فرمادے۔

میرے نوٹ " حرام و حلال " کے حوالے سے زیادہ، اختلاف اس بات پر سامنے آیا، کہ میں نے "لحم خنزیر" سے مراد، جانوروں کے غدود کیسے لیا؟؟

جب کہ بعض دوستوں کے خیال کے مطابق "لحم خنزیر" سے مراد "سور" ہے۔

آیئے ہم اس بات پر غور وخوض کرتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں "لحم خنزیر" سے مراد ایک جانور ہے، یا کچھ اور۔

چلیے پہلے ہم ایک نظریہ قائم کرتے ہیں کہ "لحم خنزیر" سے مراد، ایک جانور، یعنی " سور" ہے۔۔ تو پہلے ہم "سور" پر بات کرتے ہیں۔۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم ۗ مَّا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ [٣٠:٨]

کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا؟ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور اُن ساری چیزوں کو جو اُن کے درمیان ہیں برحق اور ایک مقرّر مدت ہی کے لیے پیدا کیا ہے مگر بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں [ابوالاعلی مودودی]

دوسری جگہ فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ [٢١:١٦]

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل تماشے کے طور پر (بے کار) نہیں بنایا، [طاہر القادری]

آیات بالا اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ خالق کائنات نے یہ ساری کائنات، اور اس میں موجود ہر شئے، باالحق، پیدا کی ۔ بامقصد پیدا کی۔ محض کھیل یا تماشہ کے نہیں۔۔

اپنی تخلیق کے حوالے سے وہ کہتا ہے۔۔۔

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ۖ مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِن تَفَاوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ [٦٧:٣]

جس نے سات (یا متعدّد) آسمانی کرّے باہمی مطابقت کے ساتھ (طبق دَر طبق) پیدا فرمائے، تم (خدائے) رحمان کے نظامِ تخلیق میں کوئی بے ضابطگی اور عدمِ تناسب نہیں دیکھو گے، سو تم نگاہِ (غور و فکر) پھیر کر دیکھو، کیا تم اس (تخلیق) میں کوئی شگاف یا خلل (یعنی شکستگی یا اِنقطاع) دیکھتے ہو، [طاہر القادری]

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ [٦٧:٤]

تم پھر نگاہِ (تحقیق) کو بار بار (مختلف زاویوں اور سائنسی طریقوں سے) پھیر کر دیکھو، (ہر بار) نظر تمہاری طرف تھک کر پلٹ آئے گی اور وہ (کوئی بھی نقص تلاش کرنے میں) ناکام ہوگی، [طاہر القادری]

خالق کائنات کی ہر تخلیق، مکمل، اور احسن ہے۔۔ کہیں کوئی کمی، کجی نہیں۔اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ "سور" بھی، خالق کائنات کی تخلیق ہونے کی بناء پر ان تمام مذکور بالا خصوصیات کا مالک ہے۔۔ یہ الحق بھی ہے۔۔ مکمل بھی ہے۔اور اس کی تخلیق بھی محض دل لگی کے لیے نہیں ہے۔

اب آپ ہی سوچیں، آخر وہ کون سی وجہ ہے کہ اس بے چارے کو اس قدر نفرت کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟؟ آخر اس جانور کا کیا قصور ہے کہ اسے ساری دنیا میں غلیظ، اور حقیر کہا جاتا ہے۔اگر کسی کو گالی دینی ہو، تو بس "سور" کہہ دو۔۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

کہتے ہیں کہ اس کانام لینے سے چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔۔اس کو دیکھ کر اکثرلوگ،منہ پھیر لیتے ہیں

کیا یہ بات اہم نہیں کہ ہم اس رویہ پر غور کریں؟؟

اس مقام پر مجھے پرویزعلیہ رحمہ کی تحریر کا ایک اقتباس یاد آگیا۔۔"سور" سے نفرت کی وجہ بیان کرتے ہوئے،

محترم پرویز صاحب لکھتے ہیں۔

" لحم خنزیر کے متعلق اکثر بحث کی جاتی ہے۔اس لیے کہ ایک آدھ فرقہ کے سوا،عیسائی اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ ان کی طرف سے اکثر اعتراض ہوتا ہے کہ مسلمان اسے کیوں حرام سمجھتے ہیں۔انگلستان میں رہنے والے مسلمانوں کی طرف سے اکثر استفسارات موصول ہوتے رہتے ہیں۔اس موضوع پر ہمارے اہل قلم کی جانب سے لکھاتو بہت کچھ گیاہے۔لیکن اس کے خلاف بنیادی دلائل دو ہی دیے جاتے ہیں۔ایک یہ کہ یہ جانور "خنزیر" بڑا بے حیاہوتا ہے۔اور دوسرا یہ کہ اس کے گوشت میں ایسے جراثیم ہوتے ہیں جو انسانوں کے لیے بہت مضر صحت ہوتے ہیں۔لیکن افسوس ہے کہ میں ان دلائل سے مطمیئن نہیں ہوں۔جہاں تک اس کے بے حیاہونے کا تعلق ہے،تو یہ دلیل بہت بودی ہے۔حیااور بے حیائی تو انسانی خصوصیات ہیں۔حیوانات میں نہ ان کا احساس ہوتا ہے،نہ تمیز۔۔باقی رہا اس کے گوشت کا مضر صحت ہونا،سومجھے اس کا اعتراف ہے کہ میں اس پر گفتگو کا اہل نہیں ہوں۔یہ الگ سائنس ہے،جو میرا میدان نہیں۔۔لیکن جو کچھ مسلمان محقق اس کے بارے میں لکھتے ہیں،عیسائی ریسرچ کرنے والے شدت کے ساتھ اس کی تردید کرتے ہیں۔میں اس دلیل پر اس لیے بھی مطمیئن نہیں ہوں کہ کہ کئی جانور ایسے ہوں گے،جن کا گوشت انسانی جسم کے لیے، لحم خنزیر سے بھی زیادہ مضر ہو گا۔۔اگر علت حرمت یہ ہی تھی،تو قرآن کریم میں بہت سے ایسے جانوروں کو بھی حرام قرار دیناچاہیے تھا،اس میں خنزیر کی تخصیص کیا تھی؟؟؟

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

جو کچھ میں سمجھ سکا ہوں، اس کی علت حرمت طبعی نہیں، جذباتی اور نظریاتی ہے۔ آپ دنیا کی کسی قوم اور کسی زمانے کے لٹریچر کو دیکھیے، خواہ وہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی، اس میں "سور" کو قابل نفرت قرار دیا گیا ہو گا۔ حتٰی کہ یہ لفظ گالی کے طور پر استعمال کیا گیا ہو گا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس جانور کے خلاف اس عالمگیر نفرت کی وجہ کیا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ نفرت، زمانہ قدیم سے ہر قوم میں چلی آ رہی ہے۔یہودیوں کے ہاں تو خیر یہ حرام ہی ہے، لیکن عیسائی جو اسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں، اسے گالی کے طور پر بولتے ہیں "

مطالب الفرقان جلد سوئم صفحہ 146 از علامہ غلام احمد پرویز علیہ رحمہ

ذرا غور فرمائیں، دین انسانوں کی زندگی میں تبدیلی کا نام ہے۔ انسانوں کی غلط روش زندگی، غلط نظریات و اعتقادات کی نشاندہی اور ان کی اصلاح کے لیے آتا ہے۔۔ لوگوں کے سفلی اور منفی جذبات کو سند دینے نہیں آتا۔۔ دین کسی غلط کو محض اس وجہ سے غلط کہنے سے نہیں ہچکچاتا، کہ لوگوں کی اکثریت اسے درست مانتی ہے۔۔۔

اصنام پرستی دنیا کا سب سے قدیم عمل ہے۔۔ دنیا کی تاریخ اس پر گواہ ہے۔۔ بے شمار لٹریچر دستیاب ہیں۔۔ اکثر اقوام میں یہ کسی نہ کسی صورت، موجود رہی ہیں۔۔ آج بھی ہیں۔ تو پھر کیوں قرآن نے اس عمل کی مذمت کی ہے۔۔ کیوں اسے شرک قرار دیا ہے۔۔ کیوں نہیں لوگوں کی اکثریت کے جذبات کو دیکھتے ہوئے، اصنام پرستی کو بھی جاری و ساری رکھ دیا جاتا۔

ارشاد باری تعالٰی ہے۔۔۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ

عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [٧:١٥٧]

(پس آج یہ رحمت اُن لوگوں کا حصہ ہے) جو اِس پیغمبر، نبی امی کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر اُنہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے، بدی سے روکتا ہے، ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے، اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو اُن پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے لہٰذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت اور نصرت کریں اور اُس روشنی کی پیروی اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں [ابوالاعلی مودودی]

دین تو نام ہی انسانوں کی صراط مستقیم کی جانب راہنمائی کا ہے۔۔اس مقام پر کوئی مصلحت ہو ہی نہیں سکتی۔۔دین غلط کو غلط، اور صحیح کو صحیح کرنے کے لیے ہی تو آتا ہے۔۔نہ کہ کسی مفروضے کو اختیار کرنے کے لیے۔۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔

وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ [٢:١٢٠]

یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے، جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو صاف کہہ دو کہ راستہ بس وہی ہے، جو اللہ نے بتایا ہے ورنہ اگر اُس علم کے بعد، جو تمہارے پاس آ چکا ہے، تم نے اُن کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمہارے لیے نہیں ہے [ابوالاعلی مودودی]

مزید فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۚ قُل لَّا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ [٦:٥٦]

فرمادیجئے کہ مجھے اس بات سے روک دیا گیا ہے کہ میں ان (جھوٹے معبودوں) کی عبادت کروں جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو۔ فرمادیجئے کہ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا اگر ایسے ہو تو میں یقیناً بہک جاؤں اور میں ہدایت یافتہ لوگوں سے (بھی) نہ رہوں (جو کہ ناممکن ہے)، [طاہر القادری]

اگر اللہ اور اسکا رسول لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائیں۔ اگر اس بات پر، حلال و حرام کے فیصلے صادر کیے جائیں کہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔۔ تو غور فرمائیں، دین کہاں ہے۔۔

وہ رب تو اپنے نبی کو واضح الفاظ میں حکم دیتا ہے۔۔ فرمایا

وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ [٦:١١٦]

اور اے محمدؐ! اگر تم اُن لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں [ابوالاعلی مودودی]

تو پھر یہ استدلال اپنے آپ میں کتنا مضحکہ خیز ہے کہ، قرآن نے اللہ کی ایک تخلیق کو محض اس لیے قابل نفرت رہنے دیا کہ اقوام سابقہ میں لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔۔

ہم جب بھی کسی مخصوص عقیدے کو ذہن میں رکھ کر کتاب اللہ کو سمجھنے کی کوشش کریں گے، اس طرح کے طفلانہ دلائل ہی پیش کر سکیں گے۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

میں جانتاہوں کہ میری اس تحریر پر ہمارے بہت سارے احباب کو اعتراض بھی ہو گا۔۔کچھ لوگ، میری اس تحریر سے، مجھ پر "سور" کی حمایت کا الزام بھی لگا سکتے ہیں۔۔کچھ لوگ مجھے کتوں کا ہمدرد بھی کہہ سکتے ہیں۔۔لیکن دین کے معاملے میں کوئی دانستہ سمجھوتا، میرے نزدیک کفر ہے۔

موضوع زیر بحث میں، بنیادی کردار اس طرز فکر، اس سوچ اور عقیدے کا ہے جو عمومی طور پر ہمارے معاشرے میں "سور" کے حوالے پائی جاتی ہے۔۔جہاں "سور" کا صرف نام لینے کا نتیجہ چالیس دنوں کی نمازوں کی عدم قبولیت ہے ۔۔جہاں اس کا نام لینے سے منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے (حالانکہ یہ مشاہدے کی بات ھے کہ نام لینا تو ایک طرف، وہ جو اسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں، ان کے منہ سے بھی بدبو نہیں آتی)

پرویز علیہ رحمہ نے ایک طرف مذکورہ بالا موقف بیان فرمایا۔۔تو دوسری جانب ایک سہو عظیم بھی کیا۔۔۔۔انھوں نے "سور" کو " بہیمۃ الانعام " میں شمار کیا، اور یہ ہی وہ واحد غلط نگہی تھی یہ ہی سہو تھا، جس کی وجہ سے انھیں اس مقام پر "سور" کی حرمت کے حوالے سے ایسے استدلال اختیار کرنے پڑے، تاکہ نص صریح سے "سور" کی حرمت ثابت کی جاسکے۔۔حالانکہ قرآن کریم کی رو سے "سور"۔۔۔ "بہیمۃ الانعام" کے زمرے میں آتا ہی نہیں ہے۔۔ اس لیے اس کی حرمت کے لیے خدا کو اتنے اہتمام کی ضرورت ہی نہ تھی۔۔

دین انسانوں میں موجود غلط رویوں، عقائد و نظریات کی تصحیح کے لیے آتا ہے۔۔یہ بات اپنے آپ میں ہی کتنی ناقص ھے کہ "اللہ نے سور کو اس لیے حرام، یا قابل نفرت قرار دیا کہ یہ عمل صدیوں سے مسلسل چلا آرھا تھا"۔۔۔جب ہم کسی مخصوص عقیدہ کو پہلے ہی سے اپنے ذہن و دل میں جگہ دے دیں، تو پھر اس طرح ہی غلطیاں کرتے چلے جاتے ہیں۔۔۔ورنہ سچ تو یہ ہی ہے کہ اللہ کریم نے اس کائنات میں کوئی بھی شئے قابل نفرت پیدا نہیں کی۔۔اس نے ہر شئے با مقصد، اور احسن پیدا فرمائی۔۔۔۔

حرام

اب ایک دوسرے مسئلے پر غور کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ ہمارے یہاں لفظ "حرام" نہایت منفی معنوں میں لیا جاتا ہے اگر کسی کو گالی دینی ہو، تو حرامی کہہ دیتے ہیں۔۔ حرام کی کمائی۔۔ حرام کا بچہ لقمہ حرام، وغیرہ۔

یعنی ہمارے آج کے معاشرے میں یہ لفظ بہت غلط معنوں میں مستعمل ہے۔۔۔

لیکن عربی زبان میں یہ معاملہ بلکل الٹ ہے۔۔ عربی میں "حرام" کے معنی کسی شئے سے زبردستی روک دینا ہے۔۔ یہ لفظ "حلال" کی ضد ہے۔ جس کے معنی رسیاں توڑ کے آزاد کر دینا ہوتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا، کسی شئے کو حرام قرار دینا، اسے قابل نفرت بنا دیتا ہے؟؟

ایک بہن اپنے بھائی پر حرام ہے۔۔ کس شئے کے لیے حرام ہے یعنی جسمانی تمتع کے لیے حرام۔۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بہن بھائی میں جسمانی تعلقات، پر پابندی ہے۔۔ زبردست پابندی ہے۔۔ کسی بھی صورت اجازت نہیں ہے۔۔۔

تو کیا وہ بہن، قابل نفرت شئے کہلائے گی؟؟

ظاہر ہے کہ یہ تصور ہی ناقص اور مضحکہ خیز ہے۔۔ چنانچہ اگر اللہ کریم نے "سور" کو حرام قرار دیا ہے، تو کیا وہ قابل نفرت ہو گیا؟؟

یہ ہی نہیں، آپ کتے کے حوالے سے دیکھیں۔۔ کہا جاتا ہے کہ یہ نجس ہوتا ہے۔۔ جس گھر میں ہو، وہاں فرشتے نہیں آتے۔۔ اس کا نام لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔۔ وغیرہ وغیرہ۔۔

لیکن غور فرمائیں قرآن کیا کہہ رہا ہے۔۔ فرمایا۔۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ ۖ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ [٥:٤]

پیغمبر یہ تم سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے تو کہہ دیجئے کہ تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزیں حلال ہیں اور جو کچھ تم نے شکاری کتوں کو سکھار کھا ہے اور خدائی تعلیم میں سے کچھ ان کے حوالہ کر دیا ہے تو جو کچھ وہ پکڑ کے لائیں اسے کھالو اور اس پر نام خدا ضرور لو اور اللہ سے ڈرو کہ وہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے

[سید ذیشان حیدر جوادی]

غور طلب بات یہ ہے کہ وہ جانور جو نجس ہو۔۔ جسے دیکھ کر فرشتے گھر میں داخل نہ ہوں۔۔ جس کے نام لینے سے وضو ٹوٹ جائے، وہ اگر کوئی جانور آپ کے لیے شکار کر کے لے آئے، تو کہا کہ تم اس جانور پر اللہ کا نام لو۔۔ اور کھالو۔۔

سوال یہ ہے کہ یہ کتے، ان جانوروں کا شکار کرنے سے پہلے کیا دستانے پہن لیتے ہیں ؟؟

کیا منہ میں ٹوتھ پیسٹ کر لیتے ہیں ؟؟

ظاہر ہے کہ یہ درندوں ہی کے انداز میں جانور کا شکار کرتے ہیں۔۔ اسے شہ رگ سے پکڑ کر زیر کر دیتے ہیں۔۔ پھر اپنے مالک کے پاس لے آتے ہیں۔۔

اب اگر مالک تک پہنچتے تک، یہ جانور زندہ ہو، تو اس پر اللہ کا نام لے کر اسے ذبح کر کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔

تو پھر کس اصول کے تحت یہ کتا، نجس، اور قابل نفرت ہوا؟؟؟

بات دراصل یہ ہے کہ کچھ باتیں، معاشرے میں خوامخواہ رائج ہو جاتی ہیں۔۔ نہ ان کا کوئی جواز ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی دلیل۔۔ بس چلی آرہی ہوتی ہیں۔۔

چنانچہ قرآن کریم کی رو سے اللہ رب العزت کی کوئی تخلیق، نہ تو قابل نفرت ہے۔۔اور نہ ہی بے مقصد۔۔ چنانچہ "سور" یا "کتے" کے حوالے سے یہ تصور غیر قرآنی عقیدہ ہے۔۔

اب ہم غور کرتے ہیں کہ اس مخصوص آیت مبارکہ میں، اس لفظ "لحم خنزیر" کے کیا معنی ہوں گے۔۔

سب سے پہلے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان جانوروں کی حلت و حرمت کا سوال، اس کے کھانے سے ہے۔۔

جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں، کہ لفظ "حرام" کا معنی، شدت کے ساتھ کسی شئے سے روک دینا ہوتا ہے۔۔ خداوند کریم نے جانوروں میں سے کچھ کو کھانے کے لیے حلال قرار دیا ہے، اور کچھ کو حرام۔۔ صرف کھانے کے لیے کسی اور مقصد کی حرمت نہیں ہوتی۔۔

یعنی، اگر گدھا حرام ہے، تو کھانے کے لیے حرام ہے۔۔ لیکن دیگر کام کے لیے نہیں۔۔۔

چنانچہ ہم اس سے مال برداری کا کام لیتے ہیں، اس پر سواری بھی کر لیتے ہیں۔۔

آپ ہاتھی کو دیکھیں، کھانے کے لیے حرام ہے لیکن اس پر سوار بھی ہوتے ہیں۔۔ اس کو ہاتھ بھی لگاتے ہیں۔ اس کے دانت سے بہت قیمتی اشیاء بناتے ہیں۔۔۔۔

بلکل اس ہی طرح، یہ سور، یہ کتے، یہ ریچھ، وغیرہ۔۔ یہ سب کھانے کے حوالے سے حرام ہیں لیکن نہ ان کو ہاتھ لگانا منع ھے نہ ہی یہ نجس ہیں۔۔ نہ ہی ان کی کسی اور پروڈکٹ کو حرمت کے زمرے میں لایا جا سکتا ہے۔۔۔

سب سے پہلے تو آپ قرآن کریم کے اسلوب پر غور فرمائیں۔۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

ذرا تصور کریں، اگر اللہ کریم ہر جانور کا نام لے کر اس کی حلت یا حرمت کا بیان کرتا، تو سوچیں کہ تیس پاروں کا یہ قرآن ضخامت کے لحاظ سے کیا ہوتا؟؟؟

آج دنیا میں لاتعداد جاندار ہیں۔۔لاکھوں کی تعداد میں ایسے بھی ہیں، جن کے ہمیں نام بھی معلوم نہیں ہیں۔۔اور پھر یہ کائنات ایک مقام پر ٹھہر تو نہیں گئی۔۔اللہ اس میں وسعت کرتا چلا جارہا ہے۔۔ہم نہیں جانتے، کہ قیامت تک کے سفر میں اور کس کس نوع کے جاندار تخلیق ہوں گے۔۔

ہمارا یہ ایمان بھی ہے کہ اللہ کی کتاب، ہر دور کے لیے، اور قیامت تک آنے والے ہر انسان کے لیے واحد آسمانی ہدایت ہے۔۔

تو پھر یہ مرحلہ کتنا دشوار گذار ہو جاتا کہ اگر ہر حرام جانور کا نام لے کر، اس کا بیان کیا جائے، کہ جی فلاں حرام ہے، فلاں حلال ہے۔۔۔۔۔۔۔

دانشمندی کا تقاضا ہی یہ تھا کہ کوئی ایک ایسا اصول دیا جاتا جس کی بنیاد پر، ہر خطہ زمین اور ہر دور کے انسان کو حلال و حرام جانور کی تمیز مل جاتی۔۔وہ اس اصول کی بنیاد پر کسی بھی جانور کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ کر سکتا۔۔

یہ ہی قرآن نے کیا۔۔اس نے چار الفاظ میں، سارا معاملہ نمٹا دیا۔۔ "احلت لکم بہمیۃ الانعام" بہمیۃ الانعام حلال باقی سب حرام۔۔

اب ایسی صورت میں کسی ایک مخصوص جانور کا نام لے کر، اس کی حرمت کا بیان، کسی بھی طرح عقل و شعور کے پیمانے پر نہیں اترتا۔۔ کجا کہ رب کائنات سے یہ منسوب کر دیا جائے۔۔

ذرا اس آیت مبارکہ پر غور فرمائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہا۔۔

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۖ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ۖ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ [٦:١٤٣]

یہ آٹھ نر و مادہ ہیں، دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے، اے محمدؐ! ان سے پوچھو کہ اللہ نے اُن کے نر حرام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو بھیڑوں اور بکریوں کے پیٹ میں ہوں؟ ٹھیک ٹھیک علم کے ساتھ مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو [ابوالاعلی مودودی]

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ۖ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَٰذَا ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ [٦:١٤٤]

اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے پوچھو، اِن کے نر اللہ نے حرام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو اونٹنی اور گائے کے پیٹ میں ہوں؟ کیا تم اُس وقت حاضر تھے جب اللہ نے ان کے حرام ہونے کا حکم تمہیں دیا تھا؟ پھر اُس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جو اللہ کی طرف منسوب کر کے جھوٹی بات کہے تاکہ علم کے بغیر لوگوں کی غلط راہ نمائی کرے یقیناً اللہ ایسے ظالموں کو راہ راست نہیں دکھاتا [ابوالاعلی مودودی

اس مقام پر بہت زیادہ توجہ اور تفکر کی دعوت ھے۔۔ قرآنی اسلوب ملاحظہ فرمائیں۔۔ یہاں ذکر ہو رہا ہے ان بہیمۃ الانعام کا، جنھیں اللہ کریم نے حلال کہا ھے۔۔ غور فرمائیں۔۔ کہا

" الضَّأْنِ "۔۔" الْمَعْزِ " ۔۔" الْإِبِلِ "۔۔" الْبَقَرِ "۔۔۔۔۔

کیا کہا۔۔ بھیڑ، بکری، اونٹ، گائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیوں نہیں کہا۔۔ لحم الضان۔۔۔ کیوں نہیں کہا " لحم المعز " کیوں نہیں کہا " لحم الابل " کیوں نہیں کہا " لحم البقر "۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیوں نہیں کہا۔۔۔

عقل کی بات ہے، اگر اونٹ حلال ہے، تب ہی تو اس کا گوشت حلال ہو گا۔۔ گائے حلال ہے، تب ہی تو اس کا گوشت حلال ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ، گائے حلال ہو، مگر اس کا گوشت حرام ہو۔۔ کھانا تو گوشت ہی ہے نہ۔۔ یہ حلت و حرمت آخر ہے کس لیے؟؟ کھانے کے لیے ہی نہ؟؟

تو اب مجھے بتایا جائے کہ اگر سور حرام ہے، تو کیا اس کا گوشت حلال ہو سکتا تھا؟؟

تو اگر یہ کہا جاتا کہ سور حرام ہے، تو اس میں سب آجاتا۔۔۔۔۔۔ لیکن اتنی تفصیل سے کہا جائے کہ جی "لحم خنزیر" حرام ہے۔۔ سوچیں کیا بات ہوئی؟؟

اور جب یہ بات واضح کر چکا ہوں کہ قرآن کریم نے تو چار الفاظ میں تاقیامت انسانوں کی راہنمائی کے لیے ایک مستقل اصول عطا فرما دیا کہ "بھیمۃ الانعام" حلال ہیں۔۔ جو بھیمۃ الانعام نہیں ہیں، وہ حرام ہیں۔۔ سادہ بات۔۔

اس اصول کی رو سے "سور" ۔۔ "بھیمۃ الانعام" میں شمار ہی نہیں ہوتا، تو اس کے گوشت کا خصوصی تذکرہ۔۔ چہ معنی دارد؟؟؟؟؟؟؟

پھر اس بات پر بھی توجہ رہے، کہ اس مخصوص آیت مبارکہ میں جن اشیاء کی حرمت بیان کی جا رہی ہے، وہ جانوروں کی مختلف کیفیات ہیں۔۔ نہ کہ جانور خود۔۔

اب یہ کتنی معقول بات ہو گی کہ حلال جانوروں کے جسم کی وہ اشیاء جو ممنوع ہیں، ان کے بیان کے درمیان اچانک معاذ اللہ، اللہ میاں کو یاد آجائے کہ جناب سور کو بھی حرام کرنا ہے، اور اسے یہاں ان اشیاء کے ساتھ بیان کر

دیا جائے۔۔میرے خیال میں اسطرح کے عمل کا تصور تو میں کسی اچھے تصنیف نگار انسان سے بھی نہیں کر سکتا۔۔کجا اللہ کی ذات۔۔

کیا اس ہی کو ہم قرآن حکیم کہہ سکتے ہیں؟؟؟

چنانچہ یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ، قرآن کریم میں حلت و حرمت کے ضمن میں جہاں بھی "لحم خنزیر" کہا گیا ھے، وہاں اس کے معنی "سور" ہر گز نہیں ہیں۔۔

اب ہم دوسری بات پر آتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہ اس کے معنی ناقص شئے کس طرح ہو گئی۔۔۔

جب ہم نے لغت کا مطالعہ کیا، تو ہمیں اس لفظ "خنزیر" کے معنی، مرزا ابو لفضل کی غریب القرآن میں، ناقص، گلی سڑی اشیاء۔۔ملا۔۔

عقل و شعور اور دیگر دلائل سے اوپر اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ اس آیت مبارکہ میں "لحم الخنزیر" سے مراد "سور" تو ہر گز نہیں ہے۔۔تو پھر ہمارے پاس اس بات کا کیا جواز رہ جاتا ہے کہ ہم غریب القرآن کے اس معنی کو نہ لیں۔۔

لیکن بات صرف "غریب القرآن" ہی کی نہیں ہے۔۔۔آیئے کتاب اللہ سے پوچھتے ہیں۔۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُل لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [٦:١٤٥]

آپ فرمادیں کہ میری طرف جو وحی بھیجی گئی ہے اس میں تو میں کسی (بھی) کھانے والے پر (ایسی چیز کو) جسے وہ کھاتا ہو حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ مُردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا سؤر کا گوشت ہو کیونکہ یہ ناپاک ہے یا نافرمانی کا جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کیا گیا ہو۔ پھر جو شخص (بھوک کے باعث) سخت لاچار ہو جائے نہ تو نافرمانی کر رہا ہو اور نہ حد سے تجاوز کر رہا ہو تو بیشک آپ کا رب بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے،[طاہر القادری]

اس آیت مبارکہ پر غور فرمائیں۔۔۔بغیر کسی عقیدہ کو ذہن میں جگہ دیے ہوئے۔۔ کیا کیا حرام کہا جارہا ہے۔۔ کہا یہ کہ مردار ہو۔۔ بہتا ہوا خون۔۔ لحم خنزیر۔۔۔اہل غیر اللہ۔۔۔

غور فرمائیں۔۔ مردار، بہتا ہوا خون۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان میں کوئی بھی اشتباہ کی گنجائش ہی نہ تھی کہ، مردار کی تفصیل پہلے ھی بیان فرمادی گئی ہے۔۔ بہتا ہوا خون کسی تجربہ کا محتاج نہیں۔۔

لیکن جب بات "لحم خنزیر" پر آئی، تو کہا کہ یہ رجس ہے اس لیے حرام ہے۔۔ توجہ رہے، یہ نہیں کہا کہ "خنزیر" رجس ہے۔۔۔ کہا "لحم خنزیر" رجس ہے۔۔۔۔

اور اھل غیر اللہ، اس لیے حرام ہے کہ یہ فسق ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حدود فراموشی ہے۔۔۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

اللہ کریم بہتر جانتے ہیں کہ انسان کس جگہ مشکل میں پڑے گا۔۔وہ جانتا تھا کہ جب بات "لحم خنزیر" کی آئے گی،تو سوالات اٹھیں گے۔۔۔جب غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ کی بات آئے گی،تو سوالات اٹھیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سو اس نے پہلے ہی واضح کر دیا۔۔کہ غیر اللہ کے نام سے ذبیحہ ،فسق کے زمرے میں آتا ہے اس لیے حرام ہے۔۔

عربی زبان میں "فسق" کے معنی "حدود فراموشی" ہیں۔۔وہ حدود و قیود ،جو دین انسان پر لاگو کرتا ہے،ان سے رو گردانی،اللہ کی حاکمیت اعلیٰ سے انکار۔۔اس لیے اسے اھل غیر اللہ،کو حرام قرار دیا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس ہی طرح اس نے اس بات کو بھی واضح کر دیا کہ کیوں "لحم خنزیر" حرام ہے۔۔

اگر یہاں خنزیر سے مراد "سور" ہوتا،تو اللہ کو اس وضاحت کی ضرورت ہی نہ تھی،کہ قرآن کریم کے ابدی اصول حلت و حرمت "احلت لکم بھیمۃ الانعام" کی رو سے "سور" تو پہلے ہی حرام ہے۔۔اس کا اس طرح خصوصی ذکر کرنا،عقل و شعور کے تقاضوں سے ہی متصادم ہے۔۔۔

چنانچہ اس بات کو ہی واضح کرنے کے لیے،یہاں "لحم خنزیر" سے مراد "سور" نہیں،بلکہ جانور کے جسم کا کوئی حصہ ہے۔۔جیسے جانور کا بہتا ہوا خون۔۔اس ہی لیے،یہ وضاحت جاری کرنی پڑی کہ حلال جانور کے جسم کا یہ مخصوص حصہ جسے قرآن "لحم خنزیر" کہتا ہے،کیوں حرام ہے۔۔

وہ یہ کہتا ہے کہ "لحم خنزیر" اس لیے حرام ہے کہ یہ "رجس" ہے۔۔

اب اگر "لحم خنزیر" سے مراد "سور" ہی ہے،اور علت حرمت "رجس" ہی ہے،تو پھر وہ تمام کے تمام جانور، جنھیں قران نے حرام قرار دیا ہے،وہ بھی۔۔۔"رجس" ہی ہوں گے۔۔تو پھر ان تمام جانوروں کے بھی نام لے کر ،بتانا چاہیے تھا۔۔

یہ اعزار صرف " سور" کے حصے میں کیوں آیا ہے ؟؟

بات صرف یہ ہے کہ اس مقام پر "لحم خنزیر" سے مراد "سور" نہیں ہے۔۔بلکہ حلال جانور کے جسم کا کوئی ایسا حصہ ھے جو اللہ کے نزدیک "رجس" ہے۔۔اس لیے اس جاندار کے حلال ہونے کے باوجود،اس کے جسم کا یہ مخصوص حصہ حرام قرار دے دیا گیا۔۔ جیسے کہ اس جانور کا بہتا ہوا خون۔۔

عربی زبان میں "رجس" کے معنی،اختلاط و التباس کے ہیں۔۔گندگی کو بھی رجس اس لیے کہتے ہیں، کہ وہ لتھڑ اور چپک جاتی ہے۔۔اور خود اسمیں بھی کئی آلائشیں ہوتی ہیں (ابن فارس)

قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ [١٠:١٠٠]

کوئی متنفس اللہ کے اذن کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا،اور اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے وہ ان پر گندگی ڈال دیتا ہے[ابوالاعلی مودودی]

آیت بالا "رجس" کے حقیقی مفہوم کو واضح کر رہی ہے۔۔انسان کے ایمان کا معاملہ،اللہ کریم کے قانون کے مطابق ہوتا ہے۔۔وہ لوگ،جو عقل و شعور سے کام نہیں لیتے،وہ اس گندگی میں مبتلا ہو جاتے ھیں، جسے کفر کہا جاتا ہے۔۔۔

مزید فرمایا۔۔۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [٥:٩٠]

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو، امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہو گی [ابو الا علی مودودی]

آیات بالا سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ "رجس" کا معنی ، گندہ ، خراب، قبیح۔۔ہو تا ہے۔۔جس طرح "خمر" "میسر"، "انصاب" ، "ازلام" ۔۔رجس ہیں۔۔ بلکل اس ہی طرح سے ان حلال جانوروں میں بھی ان کے جسم کے کچھ حصے "رجس" ہیں۔۔ جنھیں اللہ کریم نے "لحم خنزیر" کہا ہے۔۔ان کے استعمال سے منع فرمایا گیا ہے۔۔

قرآن فہمی کے بنیادی اصولوں میں ایک انسانی مشاہدہ، اور دوسرا علمی تحقیق بھی ہے۔

ہر لمحہ جاری و ساری علمی تحقیق، جسے ہم سائنس کہتے ہیں، روزانہ نت نئے اسرار سے پردہ ہٹا رہی ہے۔۔ بہت سارے حقائق کو از سر نو، واضح کر رہی ہے۔۔

اس ہی طرح انسان کے روز مرہ کے مشاہدات، قرآن کریم کی حقیقی تعلیم کو سمجھنے میں بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔۔

مثلاً ہمارا روز مرہ کا یہ مشاہدہ ہے کہ سورج ہمیشہ مشرق سے طلوع ہو تا ہے، اور مغرب میں ڈوب جاتا ہے۔۔اب اگر قرآن کریم کی کسی آیت، یا لفظ سے کوئی ایسا مفہوم نکلتا ہو کہ سورج، مغرب سے طلوع ہو تا ہے، ہمارے مشاہدے کے خلاف ہو گا۔۔ چنانچہ ہمیں قرآن کریم کی اس آیت یا لفظ پر مزید تفکر و تدبر کرنا ہو گا اور اس کے حقیقی معنوں کو تلاش کرنا ہو گا۔۔ کیونکہ کتاب اللہ کا کوئی لفظ، حقیقت سے متصادم نہیں ہو سکتا۔۔۔

اس ہی طرح دور موجودہ کی علمی تحقیق، سے استفادہ لازم ہے۔۔۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

اس ہی اصول کے مطابق، آج میڈیکل سائنس ہمیں ان جانوروں کے حوالے سے بتاتی ہے کہ ان کے جسم کے کون سے حصے انسانوں کے لیے مضر ہیں۔۔ جن کا استعمال، انسانوں کو زیادہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔۔

آج کی میڈیکل سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ جانوروں کے جسم میں کچھ غدود ہوتے ہیں۔ ان غدود کا کام، مختلف اقسام کے ہارمون بنانا ہوتا ہے۔۔ جسم کی بعض غلاظتوں کو صاف کرنا ہوتا ہے۔۔

انسان و جانور میں ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے جب، یہ غدور خود ہی انفیکشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔۔ نقصانات سے بھرپور ہو جاتے ہیں۔۔ ہمارے یہاں گلے کے غدور جنھیں "ٹونسلز" کہتے ہیں، عام طور پر خود بہت ساری بیماریوں کی وجہ بن جاتے ہیں۔۔ اور بہت سارے لوگ ان کا آپریشن بھی کرواتے ہیں۔۔ میں نے بھی کروایا ہوا ہے۔۔۔

اس طرح دیگر غدود ہوتے ہیں۔۔ چنانچہ میڈیکل سائنس، جانوروں کے جسم میں ان کے غدود کو، ان کے جسم کا ناقص ترین حصہ مانتی ہے۔۔

اب ہم بات کرتے ھیں مشاہدے کی۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کسی پرانے تجربہ کار قصائی کی دکان پر چلے جائیں۔۔ غور سے مشاہدہ کریں۔۔ آپ دیکھیں گے، کہ جانور کا گوشت بناتے ہوئے، جب بھی کوئی غدود سامنے آتا ہے، وہ اسے نکال کر پھینک دیتا ہے۔۔ سوال ہے کیوں؟؟

کوئی بھی اسے نہیں کہتا لیکن وہ ایسا ہی کرتا ہے۔۔

ممکن ہے کہ آج کے دور میں یہ مشاہدہ، دیکھنے کو بہت کم ملے۔۔ کیونکہ آج مہنگائی کے اس دور میں تو، قصائی گوشت کو چھیچھڑوں تک سے صاف کرنے سے گریز کرتا ہے، کہ اس طرح گوشت کا وزن کم ہو جاتا ہے۔۔

لیکن ہماری عمر کے لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے دور میں تو گوشت کو پہلے صاف کیا جاتا تھا، پھر اس کا وزن ہوتا تھا۔۔

صفائی کے دوران قصائی، ہر طرح کی گندگی، چھیچھڑے، غدود وغیرہ کو اچھی طرح سے صاف کرتا تھا۔۔

اب میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ وہ قصائی قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل میں ایسا کرتے تھے لیکن ان کے نزدیک بہر حال، جانوروں کے غدود ناقابل استعمال شئے ہی سمجھے جاتے تھے۔۔

دلائل بالا سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے، کہ "لحم خنزیر" کا مطلب "سور" ہر گز نہیں ہے۔۔ یہ ان حلال جانوروں کے جسم کے بعض حصے ہیں، جن کے استعمال کی ممانعت کر دی گئی ہے۔۔ جو "رجس" یعنی گندگی کے زمرے میں آتے ہیں۔۔

آج تک کی میڈیکل سائنس کی تحقیق کی رو سے جانوروں میں ان کے غدود، اور ان کے جسم کے بعض اعضاء سب سے زیادہ گندگی والے حصے ہوتے ہیں۔ چنانچہ علمی تحقیق، اور مشاہدے کی رو سے، قرآن کریم کی ان آیات میں ، جہاں "لحم خنزیر" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان سے مراد حلال جانوروں کے جسم کے غدود بھی ہیں۔۔ لیکن میری فہم کے مطابق، یہ بات صرف جانوروں کے غدود تک ہی محدود نہیں ہے۔۔ قرآن کریم کا اسلوب ایسا ہے کہ وہ ایک لفظ میں، علم و آگہی کے سمندر بہا دیتا ہے۔۔ جانور کے جسم کا ہر وہ حصہ جو "رجس" کے زمرے آئے، وہ قرآنی زبان میں "لحم خنزیر" کہلائے گا۔۔۔ آنے والے دنوں میں، ممکن ہے کہ ہمارا علم اور زیادہ وسعت اختیار کر لے، اور ہم اپنے مشاہدات اور علمی ترقی کی بناء پر جانوروں میں موجود "رجس" کو زیادہ اچھے انداز میں پہچان سکیں۔۔

چنانچہ میری فہم کے مطابق (جس سے دوستوں کو اختلاف کا حق بھی ہے اور اپنے اس موقف کے درست ہونے پر مجھے اصرار بھی نہیں) جانور کی آنکھ کا اندرونی حصہ، جانور کے کانوں کا اندرونی حصہ ، جانور کے گردے ، کلیجی ، کپورے ، تلی اور جانور کے گوشت کے ساتھ چپکے ہوئے دیگر غدود "لحم خنزیر" کے زمرے میں آتے ہیں

اس ہی طرح جانور کی آنتیں ، اوجڑی بھی میری فہم کے مطابق "رجس" کے زمرے میں آتی ہے۔۔۔میں اپنے گھر میں ان اشیاء سے اجتناب کرتا ہوں۔۔

اللہ کریم سے دعا گو ہوں، کہ وہ ہمارے دلوں کو کشادہ فرمادے۔۔اور دین کو سمجھنا، اور اس پر عمل کرنا ہمارے لیے آسان کر دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔والله اعلم بالصواب